بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

گزشتہ دنوں پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے، لیبیا کے معمر قذافی کے صاحبزادے سیف الاسلام نے پاکستان کے دو صوبوں میں شریکِ اقتدار جماعت، متحدہ مجلسِ عمل کے ایک افطار ڈنر میں یہ بات زور دے کر کہی کہ کس قدر ظلم ہے کہ مسلمان اپنی حفاظت کے لئے بندوق اٹھالیں . تو دہشت گرد اور کافر جدید ترین اسلحہ سے لیس ہو کر کسی مسلم علاقہ پر چڑھ دوڑیں تو امن کے پرچارک ۔ انہوں نے واضح الفاظ میں کہا کہ جہاد مسلمانوں کا حق ہے، مغرب یہ چاہتا ہے کہ ہم ان اصولوں کو ترک کر دیں تاکہ اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں پر طاقت کے ذریعہ غلبہ حاصل کر سکیں۔ اس وقت عالم اسلام کے خلاف دنیا بھر کی طاغوتی طاقتوں اور عالمِ کفر نے ایک اتحاد قائم کر لیا ہے۔ جس کا مشن مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم ڈھانا ہے، کشمیر، بھارت، بوسنیا، کسوو مقدونیہ، البانیہ، عراق، افغانستان، اور چیچنیا کے علاوہ متعدد ممالک میں مسلم اقلیتیں ان مظالم کا ہدف ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لیبیا کے حاکم کے صاحبزادے نے حق بات کہی ہے۔ اور وہ مسلم امہ کے مسائل کا ادراک رکھتے ہیں۔

۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد سے امریکہ کے کئی ذمہ دار یہ بات دہرا چکے ہیں کہ امریکہ حالتِ جنگ میں ہے۔ یہ جنگ کس کے خلاف ہے بظاہر دہشت گردی کے خلاف مگر درحقیقت مسلم امہ کے خلاف۔ ہمارے خیال میں امریکہ کا یہ کہنا کہ وہ حالتِ جنگ میں ہے اس بات کا صاف اعلان ہے کہ وہ عالم اسلام کے خلاف ہی جنگ میں ہے کیونکہ اس کی اب تک کی تمام جنگی کاروائیاں مسلم قوم کے خلاف ہی ہوئی ہیں، ایسی صورتِ حال میں جب کوئی اعلانیہ کہہ رہا ہو کہ وہ جنگ کی حالت میں ہے اس کے مقابل کا خاموش تماشائی بنے رہنا بلکہ اپنے دشمن سے خیر کی توقع کرنا، پرلے درجے کی حماقت ہے

جنگ دو طرح کی ہے ایک اقدامی اور دوسری دفاعی، اقدامی جنگ میں تربیت یافتہ فوج یا مجاہدین فرنٹ لائن پر ہوتے ہیں اور پوری قوم ان کی پشت پر، جس فوج کی پشت پر قوم نہ ہو وہ کبھی جنگ جیت نہیں سکتی۔ جبکہ دفاعی جنگ میں فوج، اور قوم کا ہر ہر فرد ہر وقت گویا فرنٹ لائن پر اور حالتِ جنگ میں ہوتا ہے، اور جہاں جو جس انداز میں قوم کا دفاع کر سکتا ہے اس سے گریز قوم سے بے وفائی و غداری قرار پاتی ہے۔ حالتِ جنگ میں قوم کے ہر شخص کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے

مدِ مقابل (دشمن) کو جس قدر نقصان پہنچا سکتا ہے پہنچائے اور اس کے حملے سے بچاؤ کی جو بھی تدبیر ہو سکتی ہے وہ کرے، اور ایسے میں اجتماعی و انفرادی ہر طرح کی جہادی کاروائیاں جہاد ہی ہیں اور ان میں مارے جانے والے مسلمان مجاہدین شہید ہیں۔

ماضی کی ذمہ دار مسلم حکومتیں ایسے افراد کو تمغے اور انعامات و اعزازات سے نوازتی رہی ہیں جنہوں نے انفرادی صورت میں دشمن کے عزائم کو خاک میں ملانے کی جدوجہد کی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے یا انہوں نے دشمن کو ناقابلِ تلافی زک پہنچائی اور دشمن کو کمزور کیا۔ مگر افسوس کہ کچھ عرصہ سے یہ سوال عوام میں تشویش کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ کسی ملک کی فوج کے ہوتے ہوئے کسی کو دشمن کے خلاف انفرادی کاروائی کی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے؟ ایمل کانسی کی سزائے موت پر بھی اسی قسم کی باتیں ہو رہی ہیں کہ اس کے انفرادی اقدام کو مسلم امہ کی بھلائی کا اقدام کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے، اگر یہی بات ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ اور آپ کے خلفاء کے ایماء پر انفرادی جہادی، جاسوسی اور شب خون مارنے کی کاروائیاں کیا کہلائیں گی۔ کسی ملک کی باقاعدہ فوج ہونے کا یہ مطلب کیسے ہو گیا کہ اب قوم جہادی فریضہ سے سبکدوش ہو گئی اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی ضرورت نہ رہی۔ بالخصوص جبکہ عالمی حالات ایسے ہوں کہ کسی مسلم ملک کی فوج کسی غیر مسلم ملک کی فوج کے خلاف بین الاقوامی معاہدوں یا دیگر ملکی و ملی مصلحتوں کے پیش نظر کاروائی کرنے سے عاجز و قاصر ہو اور اس غیر مسلم کافر ملک کی فوجیں بر اور مسلم ممالک کے باشندوں پر عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہوں۔ اور ان پر جدید ترین اسلحہ کی بارش کر رہی ہوں۔ ایسے میں آزاد مسلم مجاہدین ہی کا فرض بنتا ہے کہ وہ بے کار کی مصلحتوں اور عبث بین الاقوامی معاہدوں سے آزاد رہتے ہوئے اپنی جہادی کاروائیوں سے کافر دشمن کے دانت کھٹے کرتے رہیں اور اپنا دینی و ملی فریضہ انجام دے کر عنداللہ اجرِ عظیم پاتے رہیں۔ پاکستان کی نو منتخب گریجوایٹ پارلیمنٹ کا یہ اقدام تاریخی اور یادگار رہے گا کہ پاکستانی حکومت کے امریکہ کی اتحادی حکومت ہونے اور نام نہاد دہشت گردی کے خلاف قائم بین الاقوامی اتحاد کی سپورٹر ہونے کے باوصف اس کے ایوانِ زیریں میں سب سے پہلا کام امریکہ کے خلاف بددعا کرنے اور شہید ایمل کانسی جسے امریکہ نے دہشت گرد قرار دیکر سزائے موت دی کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کا ہوا۔

اسلام زندہ باد .... پاکستان پائندہ باد .... علمائے پاکستان تابندہ باد